مولانا عبید اللہ سندھی کابل میں

ایک تاریخی مکتوب[1]

ادیب لبیب ..... صاحب موقر

تسلیم۔ میں نے روح کے متعلق کسی کی فرمائش پر ایک مقالہ لکھا تھا جو آپ نے بنا بر حسن ظن واپس کر دیا تھا کہ یہ بہت محققانہ ہے۔ اسے قلب موضوع سمجھ کر مجھے خاموش رہنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اب مولانا عبید اللہ مرحوم کے سوانح لکھتے آپ نے اعتراف کیا کہ کابل سے ان کی رخصت کی وجہ معلوم نہیں۔ اس کے علاوہ وہاں ان کے قیام کا بھی پورا حال آپ نے تحریر نہیں کیا۔ لہٰذا تردید عطا بر لقا کی تہدید کے باوجود مذکورہ نقائص کی تلافی کے لئے جو کچھ مجھے معلوم ہے، معروض کرتا ہوں۔

جب میں گیارہ سال قبر احیا میں رہ کر زندہ باہر نکلا، اور امان اللہ خاں نے مجھے اس مجلس میں داخل کر لیا جو انگریزوں کے ساتھ محاربہ میں مشورت کے لئے تشکیل ہوئی تھی تو البتہ یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا کہ مولانا استقلال و آزادیٔ افغانستان کے محرکین میں سے تھے جو اشتہار کابل میں چھپوا کر سرحدات اور ہندوستان کے اندرونی حصص میں بھی اردو اور انگریزی میں نشر اور تقسیم کئے گئے، ان میں مولانا پریذیڈنٹ آف دی[2] پراوژنل گورنمنٹ آف انڈیا Provisional Govt of India درج کئے گئے تھے اس سے قبل جنگ عظیم اول میں جب ایک وفد ترکیہ

---

[1] مکتوب نگار صاحب جالندھر کے ایک ممتاز افغان خاندان کے رکن تھے جنہیں دوسرے محب الوطن اور اسلام کے شیدائی ہندوستانی مسلمانوں کی طرح گردش تقدیر امیر حبیب اللہ خاں کے عہد حکومت میں کابل لے گئی۔ آپ جیسا کہ اس تاریخی مکتوب میں مذکور ہے۔ (باقی حاشیہ ـــــ پر)

اور جرمنی کی طرف سے وارد کابل ہوا تھا تو مولانا کے ایک پیرو رفیق نے ان کا ایک مراسلہ نظام حیدرآباد کو خفیہ طور پر پہنچایا تھا۔ ان ایک دو نکات سے ہی مستنبط ہو سکتا ہے کہ ان کا دخل سیاسیات میں کس حد تک تھا اور وہ اپنے وطن کے سوا اسلامی ممالک کو بھی خود مختار دیکھنے کے کتنے خواہاں تھے وہ عالم متبحر و جری تھے اور ان سے بڑھ کر قرآن فہم و مفہم میں نے نہیں دیکھا ان کو خود بھی شاید اس فضیلت کا احساس تھا۔ کیوں کہ ایک دفعہ میں نے حروف مقطعہ کی بحث میں قدرے بے اعتنائی سے کہا کہ یہ محض فہرست موجز کی حیثیت میں بعض سورتوں کے شروع میں نازل ہوئے ہیں۔ مثلاً طٰہٰ میں طور اور ہارون کا ذکر ہے۔ طٰسٓ میں طور اور سینا کا اور طٰسٓمٓ میں طور سینا اور موسیٰ کا تو وہ دنگ رہ گئے۔ مگر جب میں نے اس نظریئے سے انحراف کر کے آ لٓمٓ کو صرف تاکید کی خاطر الم کے حرفوں کو جدا جدا پڑھنے کا مظہر بنایا اور اس کی تائید میں مابعد آیات سے براہین بھی پیش کیں تو انہوں نے قبول نہ کیا۔

افغانستان میں وہ نہایت خاموشی سے کام کرتے تھے اور بالخصوص وہاں کے علماء اور ملاؤں کے معاملات سے درکنار رہتے۔ گویا حضرت علی کے ان ارشادات پر عمل پیرا تھے۔

حسین اذا کنت فی بلدۃ　　　غریبا فعاشر بآدابھا
ولا تفخرن فیھم بالنھیٰ　　　فکل قبیل بالبابھا

پھر بھی ایک دن جذبہ میں آ گئے۔ یعنی ان کے سیاسی رو یہ پر ان کی اصلاحی عقیدت غالب آ گئی ہیں۔ ان کو سالانہ امتحانوں میں دینیات کے پرچوں کے لئے تکلیف دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ قاریوں کو زیادہ الجھتے دیکھ کر بے اختیار غصے میں آ کر کہنے لگے کہ اسلام کو تم لوگوں نے خراب کیا ہے، الفاظ میں اتنا منہمک ہوئے کہ معانی کو بالکل بھلا بیٹھے۔

طلبہ کی ایک جماعت یورپ جا رہی تھی میں نے مناسب خیال کیا کہ کچھ مدت انہیں مولانا

(بقیہ حاشیہ) امیر حبیب اللہ خاں کے دور میں گیارہ سال تک "قبرا سیا" یعنی زندہ درگور رہے وہ بعد میں امان اللہ خاں کے زمانہ سلطنت میں "رئیس ندیسمات" کے عہدے پر فائز ہوئے آخر عمر میں وہ وطن واپس تشریف لے آئے تھے اور قیام پاکستان کے بعد راولپنڈی میں موصوف کا انتقال ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

۲ے مکتوب نگار صاحب کو اس میں ۲ ہوا ہے۔ اس اشتہار میں مولانا عبید اللہ کا نام وزیر موقتہ شدہ لکھا ہے پر یذیڈنٹ نہیں

قرآن کی تعلیم دیں۔ وہ تو رضامند تھے مگر وزیر معارف نے اس تجویز کو رد کر دیا اور اس سے سراغ ملتا ہے مولانا کی کابل سے وجہ وداع کا۔ میں نے اپنے فرزند کو جو منجملہ اور لڑکوں کے جرمنی جا رہا تھا۔ مولانا سے قرآن کا ترجمہ پڑھنے پر مقرر کیا۔ یہ اس ضمن میں تھا کہ مجھے مولانا کی تفسیر دانی پر علم لانے کا موقعہ ملا۔ وہ کلام الٰہی کے معنے سمجھانے میں علوم حاضرہ سے صرف اس حد تک استمداد کرتے تھے جو تابع تغیر و تبدل نہ ہوں اور آیات پر ایسی ایجادات و اکتشافات کے اطلاق سے اجتناب کرتے جن کو امام فخر الدین رازی نے وفور سے تفسیر کبیر میں استدلال کے لئے بیان کیا ہے۔ مولانا اس بارے میں امام موصوف سے بشدت مختلف الرائے تھے مگر وہ اوامر و نواہی جنہیں آیات محکمات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مولانا کی فصیح و بلیغ توضیحات میں عصر حاضر کی تنازع للبقا کے لئے لابد تھے۔

مولانا کی بے مثل دینی معلومات سے افغانستان اس لئے مستفیض نہ ہو سکا کہ بادشاہِ وقت کی سیاست میں بزدلانہ کوتاہ بینی سرایت کر گئی تھی اور یہ جمال الدین افغانی کی اس ملک سے رحلت کا تاریخی اعادہ تھا۔ انگریزوں نے جب امان اللہ خاں سے معاہدہ کر لیا تو پہلے آفریدیوں سے پھر وزیریوں سے اس امداد و اعانت کا انتقام لیا جو انہوں نے انگریزوں کے خلاف امان اللہ خاں کو دی تھی آخر اسے تدبیرِ تزویر سے آمادہ کیا کہ مہاجروں کو بھی خارج البلد کر دے۔ اور اس میں ان کی علتِ غائی افغانوں کو مولانا کی مقدس سیاست کی افادات سے محروم کرنا تھا۔ لاجرم روس نے ان کی پذیرائی کی ؎

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ روشن کرد نور دیدہ اش چشم زلیخا را

محمد حسین (سابق رئیس تدریسات عمومی افغانستان)

(ماخوذ از ہفت روزہ آفاق لاہور ۱۲ نومبر ۱۹۵۵ء)

محترم محمد حسین صاحب مرحوم نے اردو اور انگریزی کے جن اشتہارات کا اوپر ذکر کیا ہے، ظفر حسن صاحب نے اپنی "آپ بیتی" میں ان کے اردو اور انگریزی دونوں متن شامل کئے ہیں اور اردو متن تو خود مولانا عبیداللہ صاحب کی اپنی تحریر کا عکس ہے یہ دونوں متن یہاں درج ہیں

اردو متن پر "پراوژنل گورنمنٹ آف انڈیا" کی باقاعدہ مہر بھی ہے۔

ظفرحسن صاحب نے لکھا ہے کہ "ان اعلانات میں افغانستان کا نام جان بوجھ کر نہیں لکھا گیا۔ کیونکہ ابھی تک افغان حکومت نے باقاعدہ طور پر انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ نہ کیا تھا اور وہ انگریزوں کو اپنے ارادے سے بے خبر رکھنا چاہتی تھی"

اردو متن

عارضی حکومت ہند کی خبر رولٹ سڈیشن کمیٹی کی رپورٹ میں پڑھ چکے ہو۔ یہ حکومت اس لئے بنائی گئی کہ ہند میں موجودہ غاصب غدار ظالم حکومت کے عوض بہترین حکومت قائم ہو۔ تمہاری عارضی حکومت چار سال سے مسلسل جدوجہد کر رہی ہے۔ اس وقت جب تم نے ظالمانہ قانون کے نہ ماننے کا پکا ارادہ کر لیا، عین اسی زمانے میں حکومت موقتہ بھی امداد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

حملہ آور فوج سے حکومت موقتہ ہند نے معاہدہ کر لیا ہے۔ اس لئے اس سے مقابلہ کر کے اپنے حقیقی فوائد ضائع نہ کریں۔ بلکہ انگریزوں کو ہر ممکن طریقے سے قتل کریں۔ انہیں آدمی اور روپے کی مدد نہ دیں۔ ریل تار خراب کرتے رہیں۔ حملہ آور فوج سے امن حاصل کریں۔ ان کو رسد اور سامان سے مدد دیکر اعزازی سندیں حاصل کریں۔ حملہ آور فوج ہر ہندوستانی کو بلکہ بلاتفریق نسل و مذہب امن دیتی ہے ہر ایک ہندوستانی کی جان مال عزت محفوظ ہے۔ فقط وہی مارا جائیگا یا بے عزت ہوگا، جو مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ خدا ہمارے بھائیوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے

عبیداللہ	ظفرحسن
وزیر موقتہ ہند	سیکرٹری حکومت موقتہ ہند

اعلان کی انگریزی نقل یہ ہے

Brave Indians: Courageous Countrymen

You have read the account of the Oraganisation of the Provisional Government of India. It has Raja Mahindara Paratap as its President. M. Barkatullah (of Ghadar party) as its Prime Minister and M. Ubeidullah as its Administrative Minister. Its object is to Liberate India from the iron clutches of the treacherous English and to establish indigenous Government there.

This Government of yours heard with utmost pleasure, the news of your gallant deeds done for the noble cause of Liberty. You have no arms to exterpate the enemies of India and mankind. This Government of yours has tried and succeeded in obtaining help from without. Our Government has assured itself and made agreements as to your full freedom with the allied invading powers.

Murder the English where ever you find them, cut the telegraph lines, destroy the railway lines and the railway bridges and help in all respects the liberating armies. None shall be molested but who shall resist. Your properties and your homes are safe.

ZAFAR HASAN DELHVI
Secretary P. Govt. of India

عبید اللہ
Administrative Minister

A. H. AZIZ
Assistant Adm. Minister